- اسی پریشانی کے عالم میں جب کہ بکھرے ہوئے مسلمان ابھی رحمت عالم ﷺ کے پاس جمع بھی نہیں ہوئے تھے کہ عبد اللہ بن قمیئہ جو قریش کے بہادروں میں بہت ہی نامور تھا۔ اس نے ناگہاں حضور ﷺ کو دیکھ لیا۔ ایک دم بجلی کی طرح صفوں کو چیرتا ہوا آیا اور تاجدار دو عالم ﷺ پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ ظالم نے پوری طاقت سے آپ کے چہرۂ انور پر تلوار ماری جس سے خود کی دو کڑیاں رخ انور میں چبھ گئیں۔ ایک دوسرے کافر نے آپ کے چہرۂ اقدس پر ایسا پتھر مارا کہ آپ کے دو دندان مبارک شہید، اور نیچے کا مقدس ہونٹ زخمی ہو گیا۔ اسی حالت میں ابی بن خلف ملعون اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کو شہید کر دینے کی نیت سے آگے بڑھا۔ حضورِ اقدس ﷺ نے اپنے ایک جاں نثار صحابی حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے ایک چھوٹا سا نیزہ لے کر ابی بن خلف کی گردن پر مارا جس سے وہ تلملا گیا۔ گردن پر بہت معمولی زخم آیا اور وہ بھاگ نکلا مگر اپنے لشکر میں جا کر اپنی گردن کے زخم کے بارے میں لوگوں سے اپنی تکلیف اور پریشانی ظاہر کرنے لگا اور بے پناہ ناقابل برداشت درد کی شکایت کرنے لگا۔ اس پر اس کے ساتھیوں نے کہا کہ "یہ تو معمولی خراش ہے، تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟" اس نے کہا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ ایک مرتبہ مجھ سے محمد (ﷺ) نے کہا تھا کہ میں تم کو قتل کروں گا اس لئے۔ یہ تو بہر حال زخم ہے میرا تو اعتقاد ہے کہ اگر وہ میرے اوپر تھوک دیتے تو بھی میں سمجھ لیتا کہ میری موت یقینی ہے۔

- اس کا واقعہ یہ ہے کہ ابی بن خلف نے مکہ میں ایک گھوڑا پالا تھا جس کا نام اس نے "عود" رکھا تھا۔ وہ روزانہ اس کو چراتا تھا اور لوگوں سے کہتا تھا کہ میں اسی گھوڑے پر سوار ہو کر محمد (ﷺ) کو قتل کروں گا۔ جب حضور ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں اُبی بن خلف کو قتل کروں گا۔ چنانچہ ابی بن خلف اپنے اسی گھوڑے پر چڑھ کر جنگِ اُحد میں آیا تھا جو یہ واقعہ پیش آیا۔ ابی بن خلف نیزہ کے زخم سے بے قرار ہو کر راستہ بھر تڑپتا اور بلبلاتا رہا۔ یہاں تک کہ جنگِ اُحد سے واپس آتے ہوئے مقام "سرف" میں مر گیا۔(1)
- اس طرح ابن قَمِیئَہ ملعون جس نے حضور ﷺ کے رخ انور پر تلوار چلا دی تھی ایک پہاڑی بکرے کو خداوند قہار و جبار نے اس پر مسلط فرما دیا اور اس نے اس کو سینگ مار مار کر چھلنی بنا ڈالا اور پہاڑ کی بلندی سے نیچے گرا دیا جس سے اس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر بکھر گئی۔(2)

- جب حضورِ اکرم ﷺ زخمی ہو گئے تو چاروں طرف سے کفار نے آپ پر تیر و تلوار کا وار شروع کر دیا اور کفار کا بے پناہ ہجوم آپ کے ہر چہار طرف سے حملہ کرنے لگا جس سے آپ کفار کے نرغہ میں محصور ہونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر جان نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کا جوش جاں نثاری سے خون کھولنے لگا اور وہ اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر آپ کو بچانے کے لئے اس جنگ کی آگ میں کود پڑے اور آپ کے گرد ایک حلقہ بنالیا۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ جھک کر آپ کے لئے ڈھال بن گئے اور چاروں طرف سے جو تلواریں برس رہی تھیں ان کو وہ اپنی پشت پر لیتے رہے اور آپ تک کسی تلوار یا نیزے کی مار کو پہنچنے ہی نہیں دیتے تھے۔

- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ وہ کفار کی تلواروں کے وار کو اپنے ہاتھ پر روکتے تھے یہاں تک کہ ان کا ایک ہاتھ کٹ کر شل ہو گیا اور ان کے بدن پر پینتیس یا اُنتالیس زخم لگے۔ غرض جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی حفاظت میں اپنی جانوں کی پروا نہیں کی اور ایسی بہادری اور جاں بازی سے جنگ کرتے رہے کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نشانہ بازی میں مشہور تھے، انہوں نے اس موقع پر اس قدر تیر برسائے کہ کئی کمانیں ٹوٹ گئیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے بٹھالیا تھا تاکہ دشمنوں کے تیر یا تلوار کا کوئی وار آپ پر نہ آسکے۔ کبھی کبھی آپ دشمنوں کی فوج کو دیکھنے کے لئے گردن اٹھاتے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ! آپ گردن نہ اٹھائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کا کوئی تیر آپ کو لگ جائے۔ یارسول اللہ ! آپ میری پیٹھ کے پیچھے ہی رہیں میرا سینہ آپ کے لئے ڈھال بنا ہوا ہے۔(3)

- حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چہرۂ انور کو بچانے کے لئے اپنا چہرہ دشمنوں کے سامنے کئے ہوئے تھے۔ ناگہاں کافروں کا ایک تیر ان کی آنکھ میں لگا اور آنکھ بہہ کر ان کے رخسار پر آگئی۔ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ان کی آنکھ کو اٹھا کر آنکھ کے حلقہ میں رکھ دیا اور یوں دعا فرمائی کہ یا اللہ ! قتادہ کی آنکھ بچالے جس نے تیرے رسول کے چہرہ کو بچایا ہے۔ مشہور ہے کہ ان کی وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور خوبصورت ہو گئی۔(4)
- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تیر اندازی میں انتہائی باکمال تھے۔ یہ بھی حضور ﷺ کی مدافعت میں جلدی جلدی تیر چلا رہے تھے اور حضور انور ﷺ خود اپنے دست مبارک سے(5)
- ظالم کفار انتہائی بے دردی کے ساتھ حضور انور ﷺ پر تیر برسا رہے تھے مگر اس وقت بھی زبان مبارک پر یہ دعا تھی رَبِّ اغْفِرْ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

یعنی اے اللہ ! میری قوم کو بخش دے وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔(6)

- حضورِ اقدس ﷺ دندان مبارک کے صدمہ اور چہرۂ انور کے زخموں سے نڈھال ہو رہے تھے۔ اس حالت میں آپ ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے جو ابو عامر فاسق نے جابجا کھود کر ان کو چھپا دیا تھا تاکہ مسلمان لاعلمی میں ان گڑھوں کے اندر گر پڑیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپکا دست مبارک پکڑا اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اٹھایا۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے خَود (لوہے کی ٹوپی) کی کڑی کا ایک حلقہ جو چہرۂ انور میں چبھ گیا تھا اپنے دانتوں سے پکڑ کر اس زور کے ساتھ کھینچ کر نکالا کہ ان کا ایک دانت ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا۔ پھر دوسرا حلقہ جو دانتوں سے پکڑ کر کھینچا تو دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ چہرۂ انور سے جو خون بہا اس کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے جوش عقیدت سے چوس چوس کر پی لیا اور ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہیں دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے مالک بن سنان ! کیا تو نے میرا خون پی ڈالا۔ عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ ! ارشاد فرمایا کہ جس نے میرا خون پی لیا جہنم کی کیا مجال جو اس کو چھو سکے۔(7)

- حضورِ اقدس ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی ایک گھاٹی میں تشریف فرما تھے اور چہرۂ انور سے خون بہہ رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی بھر بھر کر لا رہے تھے اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے خون دھو رہی تھیں مگر خون بند نہیں ہوتا تھا بالآخر کھجور کی چٹائی کا ایک ٹکڑا جلایا اور اس کی راکھ زخم پر رکھ دی تو خون فوراً ہی تھم گیا۔(8)
- اس حالت میں رسول اللہ ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ پہاڑ کی بلندی پر چڑھ گئے جہاں کفار کے لئے پہنچنا دشوار تھا۔ ابو سفیان نے دیکھ لیا اور فوج لے کر وہ بھی پہاڑ پر چڑھنے لگا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے جان نثار صحابہ رضی اللہ عنہم نے کافروں پر اس زور سے پتھر برسائے کہ ابو سفیان اس کی تاب نہ لا سکا اور پہاڑ سے اتر گیا۔

ابو سفیان کا نعرہ اور اس کا جواب

- ابو سفیان جنگ کے میدان سے واپس جانے لگا تو ایک پہاڑی پر چڑھ گیا اور زور زور سے پکارا کہ کیا یہاں محمد (ﷺ) ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کا جواب نہ دو، پھر اس نے پکارا کہ کیا تم میں ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی کچھ جواب نہ دے، پھر اس نے پکارا کہ کیا تم میں عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ جب اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا تو ابو سفیان گھمنڈ سے کہنے لگا کہ یہ سب مارے گئے کیونکہ اگر زندہ ہوتے تو ضرور میرا جواب دیتے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ضبط نہ ہو سکا اور آپ رضی اللہ عنہ نے چلا کر کہا کہ اے دشمن خدا! تو جھوٹا ہے۔ ہم سب زندہ ہیں۔

ابو سفیان کا نعرہ اور اس کا جواب

- ابو سفیان نے اپنی فتح کے گھمنڈ میں یہ نعرہ مارا کہ "اُعْلُ ھُبَلُ" "اُعْلُ ھُبَلُ" یعنی اے ہبل! تو سر بلند ہو جا۔ اے ہبل! تو سر بلند ہو جا۔ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم لوگ بھی اس کے جواب میں نعرہ لگاؤ۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہم کیا کہیں؟ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ یہ نعرہ مارو کہ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ یعنی اللہ سب سے بڑھ کر بلند مرتبہ اور بڑا ہے۔ ابو سفیان نے کہا کہ لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ یعنی ہمارے لئے عزیٰ (بت) ہے اور تمہارے لئے کوئی "عزیٰ" نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے جواب میں یہ کہو کہ اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ یعنی اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ ابو سفیان نے بہ آواز بلند بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ اور جواب ہے لڑائی میں کبھی فتح کبھی شکست ہوتی ہے۔ اے مسلمانوں! ہماری فوج نے تمہارے مقتولوں کے کان ناک کاٹ کر ان کی صورتیں بگاڑ دی ہیں مگر میں نے نہ تو اس کا حکم دیا تھا، نہ مجھے اس پر کوئی رنج و افسوس ہوا ہے یہ کہہ کر ابو سفیان میدان سے ہٹ گیا اور چل دیا۔ (9)

- کفارِ قریش کی عورتوں نے جنگِ بدر کا بدلہ لینے کے لئے جوش میں شہداء کرام رضی اللہ عنہم کی لاشوں پر جا کر ان کے کان، ناک وغیرہ کاٹ کر صورتیں بگاڑ دیں اور ابو سفیان کی بیوی ہند نے تو اس بے دردی کا مظاہرہ کیا کہ ان اعضاء کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالا۔ ہند حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مقدس لاش کو تلاش کرتی پھر رہی تھی کیونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہی نے جنگِ بدر کے دن ہند کے باپ عتبہ کو قتل کیا تھا۔ جب اس بے درد نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو پالیا تو خنجر سے ان کا پیٹ پھاڑ کر کلیجہ نکالا اور اس کو چبا گئی لیکن حلق سے نہ اتر سکا اس لئے اگل دیا تاریخوں میں ہند کا لقب جو "جگر خوار" ہے وہ اسی واقعہ کی بنا پر ہے۔ ہند اور اس کے شوہر ابو سفیان نے رمضان ۸ھ میں فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ (10)

سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی وصیت

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور ﷺ کے حکم سے حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش میں نکلا تو میں نے ان کو سکرات کے عالم میں پایا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام عرض کر دینا اور اپنی قوم کو بعد سلام میرا یہ پیغام سنا دینا کہ جب تک تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ ہے اگر رسول اللہ ﷺ تک کفار پہنچ گئے تو خدا کے دربار میں تمہارا کوئی عذر بھی قابل قبول نہ ہو گا۔ یہ کہا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ (11)

- جنگِ اُحد میں مردوں کی طرح عورتوں نے بھی بہت ہی مجاہدانہ جذبات کے ساتھ لڑائی میں حصہ لیا۔ حضرت بی بی عائشہ اور حضرت بی بی اُمِ سلیم رضی اللہ عنہن کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ دونوں پائینچے چڑھائے ہوئے مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں اور مجاہدین خصوصاً زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت بی بی اُمِ سلیط رضی اللہ عنہا بھی برابر پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں اور مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں۔(12)

- حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ عنہا جن کا نام "نسیبہ" ہے جنگِ اُحد میں اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور دو فرزند حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر آئی تھیں۔ پہلے تو یہ مجاہدین کو پانی پلاتی رہیں لیکن جب حضور ﷺ پر کفار کی یلغار کا ہوش ربا منظر دیکھا تو مشک کو پھینک دیا اور ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو گئیں اور کفار کے تیر و تلوار کے ہر ایک وار کو روکتی رہیں۔ چنانچہ ان کے سر اور گردن پر تیرہ زخم لگے۔ ابن قمیئہ ملعون نے جب حضور رسالت مآب ﷺ پر تلوار چلا دی تو بی بی اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا نے آگے بڑھ کر اپنے بدن پر روکا۔ چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم آیا کہ غار پڑ گیا پھر خود بڑھ کر ابن قمیئہ کے شانے پر زور دار تلوار ماری لیکن وہ ملعون دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے بچ گیا۔

- حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک کافر نے زخمی کر دیا اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا۔ میری والدہ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا نے فوراً اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم کو باندھ دیا اور کہا کہ بیٹا اُٹھو، کھڑے ہو جاؤ اور پھر جہاد میں مشغول ہو جاؤ۔ اتفاق سے وہی کافر حضور ﷺ کے سامنے آ گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے ام عمارہ! رضی اللہ عنہا دیکھ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت بی بی اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ پر تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ وہ کافر گر پڑا اور پھر چل نہ سکا بلکہ سرین کے بل گھسٹتا ہوا بھاگا۔

- یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے اُمِ عمارہ! رضی اللہ عنہا تو خدا کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا فرمائی کہ تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا، حضرت بی بی اُمِ عمارہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! دعا فرمایئے کہ ہم لوگوں کو جنت میں آپ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل ہو جائے۔ اس وقت آپ نے ان کے لئے اور ان کے شوہر اور ان کے بیٹوں کے لئے اس طرح دعا فرمائی کہا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّۃِ ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنادے۔
- حضرت بی بی اُم عمارہ رضی اللہ عنہا یااللہ! عزوجل زندگی بھر علانیہ یہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت بھی مجھ پر آجائے تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔(13)
- حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر آئیں تو آپ نے انکے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میری پھوپھی اپنے بھائی کی لاش نہ دیکھنے پائیں۔ حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے اپنے بھائی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے لیکن میں اس کو خدا کی راہ میں کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی، پھر حضور ﷺ کی اجازت سے لاش کے پاس گئیں اور یہ منظر دیکھا کہ پیارے بھائی کے کان، ناک، آنکھ سب کٹے پٹے شکم چاک، جگر چبایا ہوا پڑا ہے، یہ دیکھ کر اس شیر دل خاتون نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کے سوا کچھ بھی نہ کہا پھر ان کی مغفرت کی دعا مانگتی ہوئی چلی آئیں۔

- ایک انصاری عورت جس کا شوہر، باپ، بھائی سبھی اس جنگ میں شہید ہو چکے تھے تینوں کی شہادت کی خبر باری باری سے لوگوں نے اُسے دی مگر وہ ہر بار یہی پوچھتی رہی یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ جب لوگوں نے اس کو بتایا کہ الحمد للہ وہ زندہ اور سلامت ہیں (14) تو بے اختیار اس کی زبان سے اس شعر کا مضمون نکل پڑا کہ

تسلی ہے پناہ بے کساں زندہ سلامت ہے　　کوئی پروا نہیں سارا جہاں زندہ سلامت ہے

- اللہ اکبر! اس شیر دل عورت کے صبر و ایثار کا کیا کہنا؟ شوہر، باپ، بھائی، تینوں کے قتل سے دل پر صدمات کے تین تین پہاڑ گر پڑے ہیں مگر پھر بھی زبان حال سے اس کا یہی نعرہ ہے کہ

میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا　　اے شہ دیں! ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

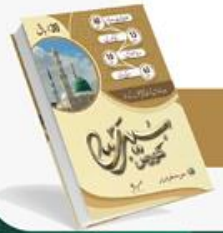

- اس جنگ میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں چار مہاجر اور چھیاسٹھ انصار تھے۔ تیس کی تعداد میں کفار بھی نہایت ذلت کے ساتھ قتل ہوئے۔(15)
- مسلمانوں کی مفلسی کا یہ عالم تھا کہ ان شہداء کرام رضی اللہ عنہم کے کفن کے لئے کپڑا بھی نہیں تھا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ بوقت شہادت ان کے بدن پر صرف ایک اتنی بڑی کملی تھی کہ ان کی لاش کو قبر میں لٹانے کے بعد اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں کو چھپایا جاتا تھا تو سر کھل جاتا تھا بالآخر سر چھپا دیا گیا اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دی گئی۔ شہداء کرام خون میں لتھڑے ہوئے دو دو شہید ایک ایک قبر میں دفن کئے گئے۔ جس کو قرآن زیادہ یاد ہوتا اس کو آگے رکھتے۔(16)

قبورِ شہداء کی زیارت

- حضور ﷺ شہداء اُحد کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہمن کا بھی یہی عمل رہا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے گئے تو ارشاد فرمایا کہ یااللہ ! تیرا رسول گواہ ہے کہ اس جماعت نے تیری رضا کی طلب میں جان دی ہے، پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت تک جو مسلمان بھی ان شہیدوں کی قبروں پر زیارت کے لئے آئے گا اور ان کو سلام کرے گا تو یہ شہداء کرام رضی اللہ عنہم اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک دن اُحد کے میدان سے گزر رہی تھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس پہنچ کر میں نے عرض کیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہ (اے رسول اللہ ﷺ کے چچا ! آپ پر سلام ہو) تو میرے کان میں یہ آواز آئی کہ وَعَلَیْکِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ(17)

- چھیالیس برس کے بعد شہداء اُحد کی بعض قبریں کھل گئیں تو ان کے کفن سلامت اور بدن تر و تازہ تھے اور تمام اہل مدینہ اور دوسرے لوگوں نے دیکھا کہ شہداء کرام اپنے زخموں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور جب زخم سے ہاتھ اٹھایا تو تازہ خون نکل کر بہنے لگا۔(18)

کعب بن اشرف کا قتل

- یہودیوں میں کعب بن اشرف بہت ہی دولت مند تھا۔ یہودی علماء اور یہود کے مذہبی پیشواؤں کو اپنے خزانہ سے تنخواہ دیتا تھا۔ دولت کے ساتھ شاعری میں بھی بہت باکمال تھا جس کی وجہ سے نہ صرف یہودیوں بلکہ تمام قبائل عرب پر اس کا ایک خاص اثر تھا۔ اس کو حضور ﷺ سے سخت عداوت تھی۔ جنگِ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور سرداران قریش کے قتل ہو جانے سے اس کو انتہائی رنج و صدمہ ہوا۔ چنانچہ یہ قریش کی تعزیت کے لئے مکہ گیا اور کفارِ قریش کا جو بدر میں مقتول ہوئے تھے ایسا پر درد مرثیہ لکھا کہ جس کو سن کر سامعین کے مجمع میں ماتم برپا ہو جاتا تھا۔ اس مرثیہ کو یہ زار زار روتا تھا اور سامعین کو بھی رلاتا تھا۔ مکہ میں ابوسفیان سے ملا اور اس کو مسلمانوں سے جنگِ بدر کا بدلہ لینے پر ابھارا بلکہ ابوسفیان کو لے کر حرم میں آیا اور کفار مکہ کے ساتھ خود بھی کعبہ کا غلاف پکڑ کر عہد کیا کہ مسلمانوں سے بدر کا ضرور انتقام لیں گے پھر مکہ سے مدینہ لوٹ کر آیا تو حضورِ اکرم ﷺ کی ہجو لکھ کر شان اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں شخص قریش کو سنا سنا کر خود بھی اور بے ادبیاں کرنے لگا، اسی پر بس نہیں کیا بلکہ آپ کو چپکے سے قتل کرا دینے کا قصد کیا۔
- کعب بن اشرف یہودی کی یہ حرکتیں سراسر اس معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جو یہود اور انصار کے درمیان ہو چکا تھا کہ مسلمانوں اور کفارِ قریش کی لڑائی میں یہودی غیر جانبدار رہیں گے۔ بہت دنوں تک مسلمان برداشت کرتے رہے مگر جب بانیٔ اسلام ﷺ کی مقدس جان کو خطرہ لاحق ہو گیا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت ابو نائلہ و حضرت عباد بن بشر و حضرت حارث بن اوس و حضرت ابو عبس رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور رات میں کعب بن اشرف کے مکان پر گئے اور ربیع الاول ۳ھ کو اس کے قلعہ کے پھاٹک پر اس کو قتل کر دیا اور صبح کو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اس کا سر تاجدار دو عالم ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ اس قتل کے سلسلہ میں حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ تلوار کی نوک سے زخمی ہو گئے تھے۔ محمد بن مسلمہ وغیرہ ان کو کندھوں پر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے اور آپ نے اپنا لعاب دہن ان کے زخم پر لگا دیا تو اُسی وقت شفاء کامل حاصل ہو گئی۔ (19)

غزوہ غطفان

- ربیع الاول ۳ھ میں حضور ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ نجد کے ایک مشہور بہادر دعثور بن الحارث محاربی نے ایک لشکر تیار کر لیا ہے تاکہ مدینہ پر حملہ کرے۔ اس خبر کے بعد آپ ﷺ چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فوج لے کر مقابلہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب دعثور کو خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے دیار میں آ گئے تو وہ بھاگ نکلا اور اپنے لشکر کو لے کر پہاڑوں پر چڑھ گیا مگر اس کی فوج کا ایک آدمی جس کا نام "حبان" تھا گرفتار ہو گیا اور فوراً ہی کلمہ پڑھ کر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اتفاق سے اس روز زور دار بارش ہو گئی۔ حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے لیٹ کر اپنے کپڑے سکھانے لگے۔ پہاڑ کی بلندی سے کافروں نے دیکھ لیا کہ آپ بالکل اکیلے اور اپنے اصحاب سے دور بھی ہیں، ایک دم دعثور بجلی کی طرح پہاڑ سے اتر کر ننگی شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے آیا اور حضور ﷺ کے سر مبارک پر تلوار بلند کر کے بولا کہ بتایئے اب کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچالے؟ آپ نے جواب دیا کہ "میرا اللہ مجھ کو بچالے گا۔" چنانچہ جبریلd چشم زدن میں زمین پر اتر پڑے اور دعثور کے سینے میں ایک ایسا گھونسہ مارا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور دعثور عین غین ہو کر رہ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فوراً تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ بول اب تجھ کو میری تلوار سے کون بچائے گا؟ دعثور نے کانپتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ "کوئی نہیں۔" رحمۃ للعالمین ﷺ کو اس کی بے کسی پر رحم آ گیا اور آپ نے اس کا قصور معاف فرما دیا۔ دعثور اس اخلاقِ نبوت سے بے حد متاثر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں آ کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگا۔ اس غزوہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور حضور ﷺ گیارہ یا پندرہ دن مدینہ سے باہر رہ کر پھر مدینہ آ گئے۔(20)

- بعض مورخین نے اس تلوار کھینچنے والے واقعہ کو غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر بتایا ہے مگر حق یہ ہے کہ تاریخ نبوی میں اس قسم کے دو واقعات ہوئے ہیں۔ غزوۂ غطفان کے موقع پر سر انور کے اوپر تلوار اٹھانے والا دعثور بن حارث محاربی تھا جو مسلمان ہو کر اپنی قوم کے اسلام کا باعث بنا اور غزوۂ ذات الرقاع میں جس شخص نے حضور اقدس ﷺ پر تلوار اٹھائی تھی اس کا نام غورث تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ مرتے وقت تک اپنے کفر پر اڑا رہا۔ ہاں البتہ اس نے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ وہ حضور ﷺ سے کبھی جنگ نہیں کرے گا۔(21)

ہجرت کے تیسرے سال میں مندرجہ ذیل واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے:

۱...۱۵ رمضان ۳ھ کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

۲...اسی سال حضورِ اقدس ﷺ نے حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں جو غزوۂ بدر کے زمانہ میں بیوہ ہوگئی تھیں۔ ان کے مفصل حالات ازواجِ مطہرات 1 کے ذکر میں آگے تحریر کئے جائیں گے۔

۳... اسی سال حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

۴... میراث کے احکام و قوانین بھی اسی سال نازل ہوئے۔ اب تک میراث میں ذوی الارحام کا کوئی حصہ نہ تھا۔ ان کے حقوق کا مفصل بیان نازل ہو گیا۔

۵... اب تک مشرک عورتوں کا نکاح مسلمانوں سے جائز تھا مگر ۳ھ میں اس کی حرمت نازل ہوگئی اور ہمیشہ کے لئے مشرک عورتوں کا نکاح مسلمانوں سے حرام کر دیا گیا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ہجرت کا تیسرا سال (حصہ دوم)

حوالہ جات سبق نمبر 14

(1) زُرقانی علی المواھب ج ۲ ص ۴۵

(2) زُرقانی ج ۲ ص ۳۹

(3) بخاری غزوہ احد ص ۵۸۱

(4) زُرقانی ج ۲ ص ۴۲

(5) بخاری غزوہ احد ص ۵۸۰

(6) مسلم غزوہ احد ج ۲ ص ۹۰

(7) زُرقانی ج ۲ ص ۳۹

(8) بخاری غزوہ احد ج ۲ ص ۵۸۴

(9) زرقانی ج ۲ ص ۴۸ و بخاری غزوہ احد ج ۲ ص ۵۷۹

(10) زُرقانی ج ۲ ص ۴۷ وغیرہ

(11) زُرقانی ج ۲ ص ۴۸

(12) بخاری ج ۲ باب ذکر اُمِ سلیط ص ۵۸۲

(13) مدارج ج ۲ ص ۱۲۶

(14) طبری ص ۱۴۲۵

(15) مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۳۳

(16) بخاری باب اذالم یوجد الا ثواب واحد ج ۱ ص ۱۷۰ و بخاری ج ۲ ص ۵۸۴ باب الذین استجابوا

(17) مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۳۵

(18) مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۳۵

(19) زرقانی جلد ۲ ص ۱۰ و بخاری ج ۲ ص ۵۷۶ و مسلم ص ۱۱۰

(20) زرقانی ج ۲ ص ۱۵ و بخاری ج ۲ ص ۵۱۳

(21) زُرقانی ج ۲ ص ۱۶